''بون زائے''

برگداور پیپل کے دو بون زائے۔ دو دوست۔ دو ساتھی۔ جو اپنی بہت چھوٹی عمر میں بہت بلند اور گھنے سایہ دار درخت بنے کا ارادہ کئے بیٹھے تھے۔ وہ اب چھوٹے اور خوبصورت گملوں میں اپنی اصل شکل وصورت کے ساتھ مگر بہت ہی مختصر قد اور حجم کو لیکر ایک طویل عمر سے ایک ڈرائنگ روم کی زینت بنے زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔

ہر آنے والے مہمان کی توجہ کا مرکز۔ ہر شخص حیرت اور خوشی سے انھیں دیکھتا تھا۔ پیپل اور برگد کے درخت اپنی اصلی ساخت کے باوجود انتہائی چھوٹی شکل میں بالکل ایسے جیسے کسی ظالم جادوگر نے کسی بہت ہی اچھے انسان کو جادو سے بہت ہی چھوٹا کر کہ ایک کونے میں قید کر دیا ہو۔

گھر کے مکین کو یہ فخر تھا کہ اسکے دادا جی یہ بون زائے لائے تھے۔ اور یہ بہت قیمتی ہیں۔ انکی عمر ایک صدی کے قریب ہے۔ ہر شخص انہیں قریب سے اور شوق سے دیکھتا اس آرٹ کے موجد کی تعریف کرتا۔

یہ بون زائے ہر روز تعریف سنتے لیکن کوئی بھی نہ تو انکا دکھ جان سکا اور نہ انکی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوں دیکھ سکا وہ خاموش آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے اور چپ رہتے۔ ایکدوسرے سے بھی کچھ نہ کہتے اور کہتے بھی تو کیا کہتے۔ وہ ایک لمبی عمر سے ایک دوسرے کے ساتھ ایک جیسی زندگی گزار رہے تھے۔ اگر کچھ غنیمت تھا تو وہ تھا انکا ساتھ۔

ایک دن ایک مہمان آیا۔ وہ ایک منفرد انسان تھا جس نے انکی تعریف نہیں کی۔ بہت غور سے دیکھا اور دکھ سے بولا۔

'دوستوں مجھے تم یوں دیکھ کر دلی دکھ ہو رہا ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے تم لوگ بھی خوش نہیں ہو۔ انتہائی تکلیف میں ہو۔۔؟ مجھے بتاؤ۔ کیا یہ سچ ہے۔۔؟'

مہمان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ مزید باتیں کرتا اور بچارے بون زائے بھی ایک صدی کی کہانی اور اس کے دکھ چند لفظوں میں سناتے انہوں نے جاتے ہوئے مہربان مسافر کو شکریہ کہا۔ اور تھوڑی سی خوشی انکے پتوں میں آئی۔ اس دن وہ کم اداس تھے کوئی تو تھا جس نے انکے دکھ کو پہچانا۔ کوئی تو تھا جو انکے لئے سوچ رہا تھا۔ پھر وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔

پیپل نے برگد سے کہا۔

''اس صدی کے سفر میں ایک تو اپنا خیر خواہ ملا۔ جو ہمارے لئے سوچتا ہے۔ ہمارے دل کا حال بھی جاننا چاہتا ہے۔ ہم کو اسکی خواہش پوری ضرور کرنی چاہئے۔ ہم تو آج تک اس ظلم کے خلاف آواز تک نہ اٹھا سکے۔ ایک ظالم انسان نے ایک خاص فارمولے سے ہم کو اتنا چھوٹا کر دیا کہ ہم اپنی سدھ بدھ اس طرح سے کھو بیٹھے کہ صرف اب ہماری پہچان ہی رہ گئی ہے۔ لوگ دیکھ کر سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ ہمارا حجم کیا ہوتا ہے۔ اور ہم نظر کیا آ رہے ہیں۔ مختصر ہی نہیں مختصر ترین۔ لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے۔ وہ انسان کتنا ظالم تھا جس نے یہ فارمولا بنایا۔ ہمارے ساتھ کتنے لوگوں کا برا کیا۔ جو ہمارے سایہ میں بیٹھ کر آرام کر سکتے تھے۔ خدا نے ہمیں بنایا بھی اسے لئے تھا۔''

برگد نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں وہ شخص انتہائی چھوٹے ذہن کا ہوگا بلندیوں کو چھونے کی اسمیں طاقت نہیں ہوگی۔ اسلئے اسنے خود کو بڑا کرنے کی بجائے ہمیں چھوٹا بنا دیا۔ اور اپنے اس علم کا ثبوت دیا تا کہ تعریف ہو سکے۔ لیکن خود کو کیا سمجھایا ہوگا۔۔؟ کیا جواب دیا ہوگا۔۔؟

جو خود کو بڑا نہیں کر سکا اور اپنے اندر کے سارے احساسات جو اسے دوسروں سے کم ظاہر کرتے تھے اسنے ان سب کو حیرت میں ڈالنے کے لئے قدرت کے بنائے ہوئے انتہائی بڑے درختوں کو چھوٹا بنا کر ایک چھوٹے سے گملے میں قید کر دیا۔ اور خود کو سمجھنے لگا بڑے آرٹ کا موجد۔

یہ کیسا فن ہے۔۔؟ یہ کیسا آرٹ ہے۔۔؟

ہماری پہچان تک تو بدل نہ سکا۔ جو بھی ہم کو دیکھتا ہے ہماری اونچائی کو جانتا ہے۔ ہمارے ناموں سے پہچانتا ہے۔ پھر کیا بدلا۔۔۔؟ ہم کو مختصر سے مختصر کر کے کیا ہوا۔ ہم آج بھی پیپل ہیں برگد ہیں۔ سوچ تو اسکی ہی چھوٹی تھی۔ آج میں اس انسان کے لئے دکھ سے سوچ رہا ہوں۔ کیا اس انسان کو ہمیں اس شکل میں دیکھ کر خوشی ہوئی ہوگی۔ یا پھر وہ اتنی محنت سے اپنے آپ کو پستی سے نکال کر بلندیوں کو چھو لیتا تو زیادہ خوش ہوتا۔ زیادہ تازہ ہوا ملتی اسے۔ ہمارا غم گسار دوست جو ہمارے دکھ کو جان گیا ہماری کہانی کو بھی سمجھ گیا ہوگا۔''

پیپل نے ایک گہری سوچ کے بعد کہا۔

''آؤ دوست۔رات بیت جانے کو ہے۔کچھ دیر کے لئے سوتے ہیں۔''

اس رات دونوں بونزائے ایک عرصے کے بعد گہری نیند سوئے۔کوئی تو تھا ایسا جو انکے لئے سوچ رہا تھا۔